تحریکِ استشراق: ایک تعارف

ڈاکٹر حافظ محمد زبیر ☆

استشراق کا معنی و مفہوم

لفظ استشراق کا مادہ 'ش۔ ر۔ ق' ہے اور یہ باب استفعال سے مصدر ہے۔ باب استفعال کے خاصہ 'طلب' کی وجہ سے اس میں لفظ 'س' طلب کا مفہوم ادا کر رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس لفظ کا اردو ترجمہ 'شرق شناسی' کیا گیا ہے[1]۔ عام الفاظ میں استشراق سے مراد 'مشرق کو جاننے کی طلب یا خواہش رکھنا' ہو سکتا ہے۔

ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان نے استشراق کی تعریف کچھ یوں کی ہے:

فالاستشراق إذن هی دراسة الغربيين عن الشرق من ناحية عقائده أو تاريخه أو آدابه... إلی غير ذلك[2]

''پس استشراق سے مراد اہل مغرب کا مشرق کے عقائد' تاریخ اور فنون وغیرہ کا مطالعہ کرنا ہے۔''

استاذ فاروق عمر فوزی استشراق کا معنی و مفہوم متعین کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علم يدرس لغات شعوب الشرق وتراثهم وحضاراتهم ومجتمعاتهم وماضيهم وحاضرهم[3]

''استشراق ایک ایسا علم ہے جو مشرق کی زبانوں' علمی ورثہ' تہذیبوں' معاشروں' ماضی اور حال کے بارے میں بتلاتا ہے۔''

ڈاکٹر احمد عبد الرحیم السایح 'استشراق' کو ایک ایسی آئیڈیالوجی قرار دیتے ہیں جس کا مقصد اسلام کے بارے میں پہلے سے طے شدہ کچھ خاص قسم کے تصورات کو رائج کرنا ہے' نہ کہ کسی تحریک علم و فضل میں شرکت و معاونت۔ وہ لکھتے ہیں:

ولکن يمکن القول إن الاستشراق فی دراسته للإسلام ليس علما بأیّ مقياس علمی' وإنما هو عبارة عن أيديولوجية خاصة يراد من خلالها ترويج تصورات معينة عن الإسلام' بصرف النظر عما إذا کانت هذه التصورات قائمة علی حقائق أو مرتکزة علی أوهام وافتراءات[4]

☆ ریسرچ فیلو' شعبہ تحقیق اسلامی' قرآن اکیڈمی' لاہور

''یہ کہنا درست ہے کہ 'استشراق' اسلام کے مطالعہ کے دوران کسی بھی اعتبار سے کوئی علم نہیں کہلا سکتا' بلکہ یہ ایک خاص قسم کی آئیڈیالوجی ہے جس کا مقصود اسلام کے بارے میں کچھ خاص قسم کے تصورات کی نشر واشاعت ہے' چاہے اسلام کے بارے میں وہ قائم کیے گئے تصورات حقائق پر مبنی ہوں یا اوہام اور جھوٹ پر۔''

'استشراق' کا انگریزی ترجمہ 'Orientalism' کیا جاتا ہے۔ لاطینی زبان میں Orient کا لفظ کسی شے کے بارے میں تحقیق کرنے یا سیکھنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے' جبکہ جرمنی میں Sich Orientieren کا معنی کسی شے کے بارے معلومات جمع کرنا ہے۔ اسی طرح فرانسیسی میں Orienter کا معنی رہنمائی کرنا ہے اور انگریزی ہی میں orientate کا معنی اپنے حواس کو کسی خاص سمت میں لگا دینا ہے۔[۵]

خلاصہ کلام کے طور یہ کہا جا سکتا ہے کہ کلمہ 'استشراق' اپنے پہلے استعمال سے معاصر استعمال تک مختلف ادوار سے گزرا ہے اور اس کے اساسی مفہوم میں مشرقی لغات اور فنون میں رسوخ جوہری عنصر کے طور شامل رہا ہے۔

استعراب

بعض اوقات ایک اصطلاح کا معنی ومفہوم اس کے مترادفات اور متضادات کے مطالعہ سے مزید نکھر کر سامنے آجاتا ہے۔ 'استشراق' کے مترادفات میں سے ایک اہم اصطلاح 'استعراب' کی ہے' جس کا لغوی معنی 'عرب بننا' ہے۔[٦]

منیر روحی بعلبکی 'استعراب' کی اصطلاحی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فهو علم يختص بدراسة حياة العرب وما يتعلق بهم من حضارة وآداب ولغة وتاريخ وفلسفات وأديان...وأما المستعرب فهو عالم ثقة فی كل ما يتصل بالعرب وبلاد العرب أو باللغة العربية والأدب العربی[٧]

''استعراب سے مراد وہ علم ہے جو عربوں کی زندگی' تہذیب' فنون' لغت' تاریخ' فلسفہ اور مذاہب کے مطالعہ کے ساتھ مخصوص ہو...اور مستعرب اسے کہتے ہیں جو بلادِ عرب یا عربی زبان وادب میں رسوخ رکھتا ہو۔''

استغراب

'استشراق' کے متضادات میں سے ایک اہم اصطلاح 'استغراب' کی ہے۔ اس کا لغوی معنی 'حیرت' ہے۔[۸]

ڈاکٹر احمد سمایلوفیتش 'استغراب' کا اصطلاحی معنی متعین کرتے ہوئے کہتے ہیں:

يمكن القول أن كلمة الاستغراب مأخوذة من كلمة غرب وكلمة غرب تعنی أصلا مغرب الشمس وبناء على هذا يكون الاستغراب هو علم الغرب ومن هنا يمكن كذلك تحديد كلمة المستغرب وهو الذی تبحر من أهل الشرق فی إحدى لغات الغرب وآدابها وحضارتها[٩]

''یہ کہنا درست ہے کہ 'استغراب' کا لفظ 'غرب' سے ماخوذ ہے اور 'غرب' سے مراد سورج غروب ہونے کی جگہ ہے۔ اسی بنیاد پر 'استغراب' کا معنی مغرب کے بارے جانکاری ہے۔ یہیں سے ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ 'مستغرب' وہ ہے جو کسی مغربی زبان یا فن یا تہذیب کے بارے میں رسوخ رکھتا ہو۔''

مستشرق کا معنی ومفہوم

استشراق کا لفظ عربی زبان میں 'مولد' ہے۔ اس سے اسم فاعل کا صیغہ 'مستشرق' بنتا ہے۔ اس کا انگریزی ترجمہ orientalist کیا جاتا ہے' جبکہ محققین کے نزدیک orientalist 'مستشرق' کا ترجمہ نہیں ہے بلکہ یہ 'عالم مشرقیات' کا ترجمہ ہے۔ اسحاق موسیٰ الحوینی کا کہنا تو یہ ہے کہ 'مستشرق' کوئی لفظ نہیں ہے بلکہ اصل لفظ 'عالم مشرقیات' ہے لیکن چونکہ اس لفظ کا استعمال بہت عام ہو چکا ہے لہٰذا اس پہلو سے اسے استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۱۰)

مالک بن نبی 'مستشرق' کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

نعنی بالمستشرقین الکتاب الغربیین الذین یکتبون عن الفکر الإسلامی وعن الحضارة الإسلامیة(۱۱)

'مستشرقین سے ہماری مراد وہ مؤلفین ہیں جو فکر اسلامی اور اسلامی تہذیب کے بارے میں لکھتے ہیں۔''

ڈاکٹر اسماعیل محمد بن علی کا کہنا یہ ہے کہ اس بات پر تقریباً اتفاق ہے کہ مستشرق وہ ہے جو مغربی اسکالر ہو' چاہے مسلمان ہو یا غیر مسلم' لیکن نجیب العقیقی نے بعض مشرقی علماء کو بھی مستشرقین میں شمار کیا ہے۔(۱۲)

ڈاکٹر علی بن ابراہیم نملۃ نے ڈاکٹر عمر فروخ پر نقد کرتے ہوئے کہا ہے کہ مستشرق کو مغرب کے ساتھ خاص کر دینا درست نہیں ہے' بلکہ مشرق میں رہنے والے مشرقی علوم کے ماہر عربی النسل اور عجمی یہود و نصاریٰ بھی مستشرقین میں شامل ہو سکتے ہیں۔(۱۳) اور یہی رائے درست معلوم ہوتی ہے۔

آرتھر جان آربری Arthur John Arberry (متوفی ۱۹۶۹ء) کے مطابق ۱۶۳۰ء میں پہلی دفعہ لفظ 'مستشرق' یونانی یا عیسائی کلیسا کے ایک پادری کے لیے استعمال ہوا۔ میکسم روڈنسن Maxime Rodinson (متوفی ۲۰۰۴ء) کے مطابق یہ لفظ ۱۷۹۹ء میں فرنچ اور ۱۸۳۸ء میں انگریزی زبان میں استعمال ہوا۔ ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان کا کہنا ہے کہ انگریزی زبان میں orientalist کے لفظ کا پہلی دفعہ استعمال ۱۷۷۹ء میں ہوا۔(۱۴) بعض اہل علم نے لکھا ہے کہ ۱۶۹۱ء میں صموئیل کلارک Samuel Clarke (متوفی ۱۷۲۹ء) نے انتھونی وڈ Anthony Wood (متوفی ۱۶۴۳ء) کو 'استشراقی' کا نام دیا۔(۱۵)

بیسویں صدی عیسوی کے نصف ثانی میں عالم اسلام میں تحریک استشراق اور مستشرقین کی جو خبر لی گئی ہے' اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ اب مستشرقین اپنے لیے 'مستشرق' یا orientalist کہلوانا پسند نہیں کرتے ہیں۔ ۱۹۷۳ء میں پیرس میں مستشرقین کی ایک عالمی کانفرنس بعنوان **"المؤتمرات العالمیة للدراسات الآسیویة والشمال أفریقیا"** منعقد ہوئی جس میں اس اصطلاح سے جان چھڑانے کا اتفاقی فیصلہ صادر ہوا۔ مستعربون (Arabists) یا اسلامیون (Islamists) یا باحثون فی العلوم الانسانیة (Humanists) یا Asian Study وغیرہ جیسی اصطلاحات استعمال کرنے پر اتفاق ہوا۔

اطالوی نژاد امریکی مستشرق John L Esposito کا کہنا ہے کہ اسے یہ بالکل بھی پسند نہیں ہے کہ اسے Orientalist کے نام سے پکارا جائے بلکہ وہ اپنے آپ کو Islamist کہلوانا پسند کرتا ہے۔(۱۶)

تحریک استشراق کا تاریخی پس منظر

تحریک ’استشراق‘ کا نقطہ آغاز کیا ہے‘ اس کے بارے میں مسلمان اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ استشراق کا آغاز ۸ ہجری میں غزوۂ مُوتہ سے ہوا ہے جب مسلمانوں اور عیسائیوں کے مابین پہلی باقاعدہ جنگ لڑی گئی۔ جبکہ بعض دوسرے اہل علم کی رائے میں ’استشراق‘ کا باقاعدہ آغاز آٹھویں صدی عیسوی میں اندلس کی فتح کے بعد ہوا جب یورپ سے نوجوان اندلس کی اسلامی سلطنت کی معروف جامعات میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔(۱۷)

ڈاکٹر مصطفیٰ السباعی کی رائے میں بھی تحریک ’استشراق‘ کا آغاز ان یورپین راہبوں سے ہوا جنہوں نے مشرقی علوم وفنون کے حصول کی خاطر اندلس کا سفر کیا۔ ان راہبوں میں جربرت آف اُورل لیک Gerbert of Aurillac (۹۴۶۔۱۰۰۳ء) جو بعد ازاں سلفسٹر ثانی Pope Sylvester II کے نام سے پوپ کے عہدے پر بھی فائز ہوا‘ بھی شامل ہے۔ پطرس المحترم Peter the Venerable (۱۰۹۲۔۱۱۵۶ء) جو اندلس تعلیم حاصل کر کے فرانس واپس آیا اور مسلمان علماء سے مجادلہ ومناظرہ کرنے لگا‘ نے بھی اس کے بارے میں کتابیں لکھیں۔ اسی طرح ریمنڈ مارٹن Raymond Martin (۱۲۳۰۔۱۲۸۴ء) بھی ان راہبوں میں شامل تھا اور اس نے مسلمان علماء سے علم الکلام سیکھنے کے بعد ’خنجر الإیمان‘ کے نام سے مسلمانوں اور یہود کے رد میں کتاب لکھی۔ انہی رہبان میں ریمنڈ لولی Ramon Llull (۱۲۳۵۔۱۳۱۴ء) بھی شامل ہے۔(۱۸)

معروف انگلش اسکالر راجر بیکن Roger Bacon (۱۲۱۴۔۱۲۹۴ء) نے مسیحی دنیا میں اضافے کے لیے عیسائی بنانے کی تحریک ’تحریک تنصیر‘ کو بہترین لائحہ عمل قرار دیا اور اس عمل کے لیے اسلامی لغات کی معرفت کو لازمی شرط قرار دیا۔(۱۹) پندرہویں کیتھولک کونسل ’کونسل آف ویانا‘ Council of Vienne نے راجر بیکن کے ان افکار کی بدولت ۱۳۱۱۔۱۳۱۲ء میں پانچ یورپین جامعات میں عربی زبان کی چیئرز قائم کیں‘ جن میں پیرس‘ آکسفورڈ‘ بولونیا‘ سلمنکا اور بابویہ کی یونیورسٹیاں شامل ہیں۔(۲۰)

یہی وجہ ہے کہ بعض اہل علم کا خیال ہے کہ ’استشراق‘ کا آغاز ’کونسل آف ویانا‘ میں منظور کردہ ایک قرارداد سے ہوا‘ جس کے مطابق کئی ایک یورپین جامعات میں عربی زبان کی چیئرز قائم کرنے کا فیصلہ صادر ہوا۔(۲۱) بعض کے بقول اس کا آغاز بارہویں صدی عیسوی میں اس وقت ہوا جبکہ پہلی دفعہ قرآن مجید کا ترجمہ ۱۱۴۳ء میں لاطینی میں ہوا۔(۲۲)

بعض اہل علم نے صلیبی جنگوں کو تحریک ’استشراق‘ کا نقطہ آغاز قرار دیا ہے جبکہ مسیحی دنیا نے بیت المقدس میں مسلمانوں کو شکست دینے کے لیے ان کے علوم وفنون اور تہذیب وتمدن کی طرف توجہ دی۔ معاصر امریکی مستشرق برنارڈ لیوس Bernard Lewis (پیدائش ۱۹۱۶ء) نے اس خیال کی تردید کی ہے کہ یورپی اور اسلامی ثقافت کا پہلا اختلاط صلیبی جنگوں کی صورت میں پیش آیا(۲۳) لہٰذا صلیبی جنگوں کو تحریک استشراق کا نقطہ آغاز قرار دینا درست نہیں ہے۔

ڈاکٹر محمد عبداللہ الشرقاوی کا کہنا یہ ہے کہ نارمن دانیال Norman Danial کی کتاب Islam and The West اور ساتھرن Southern کی کتاب Western Views of Islam in the Middle Ages اس پر شاہد ہیں کہ استشراق کی ولادت مغربی رومن چرچ میں ہوئی۔(٢٤)

ڈاکٹر عمر بن ابراہیم رضوان کے بقول 'استشراق' تحریک تنصیر (مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی تحریک) کی گود میں پیدا ہوا۔ مغربی استعمار کی گود میں پلا بڑھا اور مغربی تعلیمی اداروں نے اسے ایک تحریک بنا دیا۔(٢٥)

خالد ابراہیم **المحجوبی** نے استشراق کو چار مراحل میں تقسیم کیا ہے۔ پہلا مرحلہ صلیبی جنگوں کا تھا کہ جس میں مسلمانوں پر فتح حاصل کرنے کے لیے مشرق کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لیے کئی ایک مہمیں بھیجی گئیں۔ دوسرے مرحلے کا آغاز ان جنگوں میں عیسائیوں کی ناکامی سے شروع ہوا کہ اب مشرقی علوم وفنون کے حصول کی طرف توجہ دی گئی تاکہ مشرق کو شکست دی جا سکے۔ تیسرا مرحلہ اٹھارہویں صدی کے نصف سے لے کر دوسری جنگ عظیم کے خاتمہ تک ہے جو استشراق کی تنظیم و تحریک کا مرحلہ ہے۔ چوتھا مرحلہ دوسری جنگ عظیم کے بعد کا ہے۔(٢٦)

بعض اہل علم کا خیال ہے کہ استشراق کسی بھی اعتبار سے کوئی علمی تحریک نہیں ہے' بلکہ یہ اسلام کے بارے میں ایک طے شدہ آئیڈیالوجی ہے' جس کی ترویج مقصود ہے' چاہے وہ حقائق پر مبنی ہو یا جھوٹ پر۔(٢٧) انیسویں صدی کے اخیر میں مستشرقین کی پہلی کانفرنس پیرس میں ١٨٧٣ء میں منعقد ہوئی۔(٢٨)

بعض اہل علم نے تحریک 'استشراق' کے آغاز کے بارے میں اس اختلاف کو اختلافِ تنوع قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے کہ مختلف اہل علم نے متفرق ممالک کے اعتبار سے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اور مختلف علاقوں کے اعتبار سے مشرقی علوم وفنون اور تہذیب وثقافت کی طرف رغبت ومیلان کی تاریخ اور وجوہات میں فرق ممکن ہے۔ مثلاً فرانس میں بارہویں صدی عیسوی میں ہی عربی زبان وثقافت کی طرف رجحان پیدا ہوا۔ پوپ 'آنری اُس' Honorius چہارم نے مشرقی لغات کی تعلیم کے لیے ١٢٨٥ء میں ایک انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی۔(٢٩) انگلینڈ میں مستشرق کے لفظ کا استعمال تقریباً ١٧٧٩ء میں اور فرانس میں ١٧٩٩ء میں شروع ہوا۔ ایک فرانسیسی ڈکشنری میں اس لفظ کا استعمال ہمیں ١٨٣٨ء میں ملتا ہے۔(٣٠) اطالوی مکتب فکر کی بنیاد اس وقت پڑی جبکہ مسلم سپہ سالار عبداللہ بن موسیٰ بن نصیر نے ٧٠٨ء عیسوی میں اٹلی کو فتح کیا۔

برطانیہ سے اہل علم کی جماعت نے اندلس کا رخ کیا جن میں قاضی تھامس براؤن Thomas Browne (متوفی ١٦٨٢ء) اور راجر بیکن وغیرہ شامل ہیں۔ ١٩٣٢ء میں کیمبرج یونیورسٹی میں عربی زبان کے لیے ایک خصوصی چیئر قائم کی گئی۔ اس کے بعد آکسفورڈ میں بھی اٹھارہویں صدی عیسوی میں عربی زبان کی چیئر قائم کی گئی۔(٣١) جرمنی میں استشراق کا نقطۂ آغاز دوسرے صلیبی حملے (دوران ١١٤٧۔١١٤٩ء) کو قرار دیا جاتا ہے۔ اور اٹھارہویں صدی عیسوی میں جرمن نے مشرقی علوم وفنون کی طرف باقاعدہ توجہ دی۔(٣٢)

مستشرقین کے ہسپانوی مکتبہ فکر کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جب سے مسلمانوں نے سپین کو فتح کیا' اس وقت سے وہ یورپ میں علوم اسلامیہ وعربیہ کا مرکز رہا۔ پاسکوال دے اینگس ArcePascual de Gayangos y

(۱۸۰۹ـ۱۸۹۷ء) سپین میں تحریک استشراق کا بانی تصور کیا جاتا ہے۔(۳۳) ہالینڈ میں لائیڈن یونیورسٹی میں ۱۵۹۹ء میں علوم اسلامیہ کی چیئر قائم کی گئی۔(۳۴) روسی مکتبہ فکر کے بارے میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ عباسی خلافت کے اولین دور میں مسلمانوں کے عراق کے رستے روس سے تجارتی تعلقات قائم ہوئے اور یہی واقعہ مسلمانوں کی تہذیب وتمدن اور علوم وفنون سے اہل روس کی واقفیت کی بنیاد بنا۔ تیرہویں صدی عیسوی میں منگولوں نے اسلام کا ایک بڑا اور شہ روس میں چھوڑا۔(۳۵)

امریکی استشراق کے ڈانڈے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مشنری عیسائی تحریکوں 'تحریک تنصیر' اور 'تحریک تبشیر' سے جا ملتے ہیں۔ شروع میں امریکی استشراق کے بنیادی مقاصد 'تبشیری تحریک' کے تابع تھے جبکہ بعد ازاں مسلم دنیا میں امریکی اثر ونفوذ کے سیاسی ہدف کی تکمیل اس تحریک کا اولین مقصود ٹھہری۔(۳۶)

تحریک استشراق کے اسباب ومحرکات

تحریک استشراق کے اسباب ومحرکات (reasons and motives) کو کئی اعتبارات سے تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں ہم اس تحریک کے چند ایک اہم محرکات کا مختصر جائزہ پیش کر رہے ہیں:

طبعی محرکات (Natural Motives): دوسروں کے مذاہب' افکار' معاشرت اور اقتصادیات کے بارے میں جاننے کی ایک فطری خواہش تقریباً ہر انسان میں موجود ہے۔ تحریک استشراق کے محرکات میں سے ایک اہم محرک یہی فطری خواہش تھی کہ جس نے اہل مغرب کو مشرق' مشرقی تہذیب اور مشرقی علوم وفنون کے بارے میں جاننے کے لیے ابھارا۔(۳۷)

تاریخی محرکات (Historical Motives): مشرق ومغرب کے مابین تعلقات زمانہ قدیم سے چلے آ رہے ہیں۔ ان کے مابین وقتاً فوقتاً فکری مکالمہ اور عسکری مہم جوئی ہوتی رہی ہے۔ یہ فکری وعسکری نزاع بھی اہل مغرب کے لیے ایک اہم محرک بنا ہے کہ وہ مشرق کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانکاری حاصل کریں یا اس کے لیے کوشش کریں۔(۳۸)

دینی محرکات (Religious Motives): چرچ اور اس کے متولیوں میں سے ایک بڑی تعداد نے اسلام کا چہرہ مسخ کرنے کے لیے اور اس سے متعلق حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کے لیے مشرقی علوم وفنون کی طرف توجہ دی۔ علاوہ ازیں اس تحریک کے دینی محرکات میں عیسائی عوام کی اسلام کی طرف رغبت کو روکنا اور مسلمانوں کو عیسائی بنانا بھی شامل تھا۔ اسی طرح مصادر اسلامیہ یعنی کتاب وسنت میں تشکیک پیدا کرنے میں یہودی مستشرقین کی ایک جماعت نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان یہودی مستشرقین میں گولڈ زیہر Goldziher (۱۸۵۰ـ۱۹۲۱ء)' نولڈکے Theodor Noldeke (۱۸۳۶ـ۱۹۳۰ء)' رچرڈ بیل Richard Bell (۱۸۷۶ـ۱۹۵۲ء)' بلاشیر Régis Blachère (۱۹۰۰ـ۱۹۷۳ء) اور ول ہاؤزن Julius Wellhausen (۱۸۴۴ـ۱۹۱۸ء) وغیرہ شامل ہیں۔

استعماری محرکات (Imperialistic Motives): انیسویں صدی عیسوی میں تقریباً تمام عالم اسلام

مغربی استعمار کا حصہ بن گیا۔ مشرق پر اپنے غلبہ کو برقرار رکھنے کے لیے حاکم قوتوں نے مشرق کے علوم وفنون اور تاریخ ولغات کی طرف خصوصی توجہ دی تاکہ غلام قوم کی نفسیات وزبان جانتے ہوئے اس سے بہتر انداز میں کام لیا جا سکے۔ جرمن مستشرق کارل ہائنرک بیکر Carl Heinrich Becker (۱۸۷۶۔۱۹۳۳ء) افریقہ میں جرمن استعمار کی خاطر ۱۸۸۵ء۔۱۸۸۶ء میں خدمات سرانجام دیتا رہا۔ مستشرق کرسٹیان سنک ہرگرانش Christiaan Snouck Hurgronje (۱۸۵۷۔۱۹۳۶ء) ۱۸۸۵ء میں ہالینڈ کی حکومت کی طرف سے مکہ میں عبدالغفار کے نام سے اپنی خدمات پیش کرتا رہا اور بعد ازاں انڈونیشیا میں بھی رہا۔(۳۹)

سیاسی استعمار کے علاوہ مغرب کے مشرق پر فکری استعمار اور غلبے میں بھی تحریک استشراق کا ایک اہم کردار رہا ہے اور اب تک ہے۔ ڈاکٹر عبدالمتعال نے اس موضوع پر 'الاستشراق وجه للاستعمار الفكری' کے نام سے ایک کتاب مرتب کی ہے۔

علمی محرکات (Academic Motives): مستشرقین کی ایک جماعت ایسی بھی ہے جو اپنی علمی پیاس بجھانے کے لیے مشرقی علوم کی طرف متوجہ ہوئی۔ یہ اگرچہ اپنے کام میں تو مخلص ہیں لیکن اپنی تحقیقات کے نتائج میں انہوں نے بھی بعض مقامات پر ٹھوکریں کھائی ہیں۔ ایسا یا تو عربی زبان میں رسوخ نہ ہونے کے سبب سے ہوا یا پھر مغربی معاشروں میں اسلام کے بارے میں رائج عام تصورات سے متاثر ہونے کے سبب سے۔ ان میں فرانسیسی مستشرق مورس باکائے Maurice Bucaille (۱۹۲۰۔۱۹۹۸ء) اور عبدالکریم جرمینس Germanus Gyula (۱۸۸۴۔۱۹۷۹ء) وغیرہ شامل ہیں۔(۴۰)

اسی محرک کے تحت فلکیات' جغرافیہ' تاریخ' طب' ریاضی' فلسفہ سے متعلق سینکڑوں کتب کو ایڈٹ کر کے شائع کیا گیا اور ان کے تراجم عربی سے یورپین زبان میں کیے گئے تاکہ مسلمانوں کے علوم وفنون کی روشنیوں سے یورپ کی جہالت کی تاریکیوں کو دور کیا جا سکے۔

تحریک استشراق کے اہداف ومقاصد

مستشرقین نے مشرقی علوم وفنون کے حصول کی خاطر اپنی زندگیاں کیوں کھپا دیں؟ یہ ایک اہم سوال ہے۔ بلاشبہ اگر یہی مستشرقین مغربی علوم وفنون کے لیے اپنے آپ کو وقف کر دیتے تو نسبتاً زیادہ مالی یا معاشرتی فوائد اور شہرت حاصل کر سکتے تھے' لیکن اس کے باوجود انہوں نے اپنی زندگیوں کو مشرقی علوم وفنون کے لیے وقف کر دیا۔ مسلمان اہل علم نے تحریک استشراق کے کئی ایک اہداف ومقاصد (objectives and goals) بیان کیے ہیں' جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

دین اسلام کی تعلیمات اور تصویر کو مسخ کرنا: جرمن مستشرق روڈی پارٹ Rudolf Rudi Paret (۱۹۰۱۔۱۹۸۳ء) کا کہنا ہے کہ معاصر استشراقی جدوجہد کا مقصود دین اسلام کو باطل دین ثابت کرنا اور مسلمانوں کو دین مسیحیت کی طرف راغب کرنا ہے۔(۴۱)

روڈی پارٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ازمنہ وسطیٰ میں عیسائیوں کی ایک بڑی تعداد علوم اسلامیہ کی طرف اس

لیے متوجہ ہوئی کہ دین اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی شخصیت کو مسخ کر سکے‘ کیونکہ ان کا یہ ذہن بن چکا ہوا تھا کہ جو دین بھی مسیحیت کے خلاف ہے‘اس میں کوئی خیر نہیں ہو سکتی۔(٤٢)

اسلام کے غلبے کا خوف (Islam Phobia): مغرب میں اسلام کے پھیلاؤ کو روکنا اور عیسائیوں کو مسلمان ہونے سے بچانا بھی تحریک استشراق کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ اس مقصد کے تحت مستشرقین کی ایک بڑی تعداد نے اپنی تحقیقات کے ذریعے مسلمانوں اور اسلام کے بارے میں اہل یورپ کے دلوں میں نفرت‘ بغض اور تعصب کو جنم دیا۔

برطانوی رہنما جلادستون نے ۱۸۸۲ء میں کہا تھا کہ جب تک قرآن موجود ہے‘ یورپ کے لیے مشرق کو مغلوب کرنا ممکن نہیں ہے‘ بلکہ قرآن کی موجودگی میں یورپ کے لیے اپنے آپ کو حالت امن میں محسوس کرنا بھی درست نہیں ہے۔(٤٣)

الجزائر میں متعین فرانسیسی گورنر کا کہنا یہ تھا کہ ہمارے لیے لازم ہے کہ ہم ان کے وجود سے قرآن مجید کو کھرچ ڈالیں اور ان کی زبانوں سے عربی زبان کو اکھیڑ دیں تو اسی صورت میں ہم صحیح معنوں میں ان سے بدلہ لے سکتے ہیں۔(٤٤)

امریکی مستشرق برنارڈ لویس کو امریکی سیاست کا وفادار مستشرق مانا جاتا ہے۔ یہ صاحب عالم اسلام کو اس وقت مغرب اور مغربی تہذیب کے لیے ایک بڑا خطرہ قرار دیتے ہیں۔(٤٥)

مسلمانوں میں عیسائیت کی ترویج: مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لیے ان کے دین وعقائد میں تشکیک پیدا کرنا بھی تحریک استشراق کا ایک اہم مقصد ہے۔ استاذ عبد الرحمٰن میدانی کا کہنا ہے کہ یورپ کی اکثر یونیورسٹیوں میں علومِ اسلامیہ اور علومِ عربیہ کا تعلیمی نصاب‘ منہج اور طریق تدریس طے کرنے والے متعصب مستشرقین یا تبصیری ہیں۔(٤٦)

جرمن مستشرق جوہان فک Johann Fuck نے لکھا ہے کہ استشراق محض کوئی علمی تحریک نہیں ہے بلکہ اس کا مقصود اسلام کا رد اور مسلمانوں میں عیسائیت کی ترویج ہے۔(٤٧)

اصلاحِ مذہب (Reformation): ابن رشد Avicenna (۹۸۰۔۱۰۳۷ء) کے فلسفے کے سبب سے اہل مغرب میں ہی ایک بڑی تعداد مصلحین (Reformists) کی پیدا ہو چکی تھی جنہوں نے اپنے مذہب کی اصلاح کے لیے مسلمانوں کے علوم وفنون کی طرف توجہ دی۔ ایسے مصلحین کو عموماً مسیحی دنیا میں پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ مارٹن لوتھر Martin Luther (۱۴۸۳۔۱۵۴۶ء) وغیرہ پر اہل روم نے یہ تہمت لگائی کہ وہ مسیحی دین کو دین محمد ﷺ سے تبدیل کرنا چاہتا ہے۔(٤٨)

سیاسی مقاصد: معروف برطانوی مستشرق ایڈورڈ لین Edward William Lane (۱۸۰۱۔۱۸۷۶ء) ۱۸۲۵ء میں مصر آیا اور ۱۰ سال یہاں قیام کیا۔ لندن واپسی پر اس نے ۱۸۳۶ء میں ایک کتاب ’أخلاق وعادات المصريين المعاصرة‘ شائع کروائی۔ اس کتاب کے کئی ایک طبعات انگلینڈ‘ جرمنی اور امریکہ سے

شائع ہوئے تاکہ مغرب' مشرق پر حملہ آور ہونے سے پہلے اس کے بارے میں ممکنہ معلومات حاصل کر سکے۔[٤٩] مغربی استعمار کے لیے بطور ایجنٹ کام کرنے والے بیسیوں مستشرقین کے احوال مسلمان اہل علم نے اپنی کتب میں نقل کیے ہیں۔مثلاً ڈاکٹر یحییٰ مراد نے اپنی کتاب 'ردود علی شبہات المستشرقین' میں 'علاقة الاستشراق بالاستعمار والتبشیر والصیھونیة' یعنی استشراق کا مغربی استعمار' تحریک تبشیر (Evangalism) اور صیہونیت (Zionism) سے تعلق کے نام سے ایک مستقل باب باندھا ہے۔ (جاری ہے!)

❁❁❁

حواشی

(١) محمد اکرم چوہدری پروفیسر ڈاکٹر' استشراق' تکلملہ اردو دائرہ معارف اسلامیہ' دانش گاہ پنجاب' لاہور' طبع اول' مارچ ٢٠٠٢ء' ٥٦٥/١ ۔

(٢) عمر بن ابراهيم رضوان الدكتور، آراء المستشرقين حول القرآن الكريم وتفسيره: دراسة ونقد' دار طيبة، الرياض، ص٢٣۔

(٣) فاروق عمر فوزى، الأستاذ الدكتور، الاستشراق التاريخ الإسلامى، الأهلية للنشر والتوزيع، المملكة الأردنية الهاشمية، عمان، الطبعة الأولى، ١٩٩٨ء' ص٣٠۔

(٤) الاستشراق فى ميزان نقد الفكر الإسلامى، أحمد عبد الرحيم السابح الدكتور، الدار المصرية، القاهرة، الطبعة الأولى، ١٩٩٦ء، ص ١٥۔

(٥) سيد محمد الشاهد، الاستشراق ومنهجية النقد عند المسلمين المعاصرين، الاجتهاد، العدد ٢٢، شتاء عام ١٤١٤هـ/١٩٩٤ء، ص١٩٧۔

(٦) مجموعة من علماء، المعجم الوسيط ، دار الدعوة، القاهرة، ٥٩١/٢۔

(٧) يحيى مراد، معجم أسماء المستشرقين، ص٢٠، مطبع www.kotobarabia.com۔

(٨) الدكتور منير روحى البعلبكى، دار العلم للملايين، بيروت، ١٩٩٥ء، ص٩٥۔

(٩) الدكتور أحمد سمايلوفيتش، فلسفة الاستشراق وأثرها فى الأدب العربى المعاصر، دار المعارف' مصر، ١٩٨٠ء، ص٣٧۔

(١٠) إسماعيل على محمد الدكتور، الاستشراق بين الحقيقة والتضليل، مصر، الطبعة الثالثة، ٢٠٠٠ء، ص٩-١٠۔

(١١) مالك بن نبى، إنتاج المستشرقين وأثره فى الفكر الإسلامى الحديث، دار الإرشاد، بيروت، ١٩٦٩ء، ص٥-٦۔

(١٢) إسماعيل محمد بن على الدكتور، الاستشراقبين الحقيقة والتضليل، الكلمة للنشر والتوزيع، مصر، الطبعة الثالثة، ٢٠٠٠ء، ص١٣۔

(١٣) على بن إبراهيم النملة، الاستشراق والدراسات الإسلامية، الطبعة الأولى، ١٩٩٨ء، مكتبة التوبة، ص١٢٤۔

(١٤) آراء المستشرقين حول القرآن الكريم وتفسيره: ص٢٣۔

(١٥) الاستشراق بين الحقيقة والتضليل : ص١٩۔

(١٦) الاستشراق والدراسات الإسلامية' ١٣٢۔

(١٧) الاستشراق الإسرائيلى فى المصادر العبرية، ص١٩۔

(١٨) المستشرقون : ١١٠/١-١٢٤۔

(١٩) الاستشراق والغارة على الفكر الإسلامى، ص١٤۔

(۲۰) ایضاً: ص۱۵۔
(۲۱) ایضاً: ص۱۵۔
(۲۲) ایضاً۔
(۲۳) ایضاً: ص۱۷۔
(٢٤) محمد عبد الله الشرقاوی الدکتور، الاستشراق والغارة علی الفکر الإسلامی، دار الهدایة ، القاهرة، ١٩٨٩ء، ص۱۱۔
(۲۵) آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیره : ص۳۸۔
(٢٦) الاستشراق والإسلام :ص۱۸۔۲۰۔
(۲۷) الاستشراق الإسرائیلی فی المصادر العبریة، محمد جلاء إدریس الدکتور، ص۱۳، العربی للنشر والتوزیع، القاهرة، ۱۹۹۵ء۔
(۲۸) الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل : ص۲۵۔
(۲۹) الاستشراق الإسرائیلی فی المصادر العبریة : ص۶۹۔
(۳۰) الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل :ص۲۰۔
(۳۱) الاستشراق الإسرائیلی فی المصادر العبریة :ص۷۲۔
(۳۲) ایضاً:ص۷۳۔
(۳۳) ایضاً: ص۷۶۔
(٣٤) ایضاً: ص۷۷۔
(۳۵) ایضاً: ص۷۸۔
(٣٦) الاستشراق الإسرائیلی فی المصادر العبریة :ص۸۰۔
(۳۷) آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیره : ص۲۹۔
(۳۸) ایضاً : ص۳۰۔
(۳۹) آراء المستشرقین حول القرآن الکریم وتفسیره : ص۳۵۔
(٤٠) ایضاً: ص۳۶۔۳۷۔
(٤١) الاستشراق الإسرائیلی فی المصادر العبریة :ص٢٤۔
(٤٢) الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل: ص۲۸۔ ۲۹۔
(٤٣) الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل :۵۸۔۵۹۔
(٤٤) ایضاً : ص۵۹۔
(٤٥) ایضاً: ص٧٤۔
(٤٦) عبد الرحمن المیدانی، أجنحة المکر الثلاثة، دار القلم، دمشق، ص ۱۵۰۔
(٤٧) الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل : ص۳۵۔
(٤٨) فاضل محمد عواد الکبیسی، المستشرقون المعاصرون، دار الفرقان، الأردن، ۲۰۰۵ء، ص۲۶۔۲۷۔
(٤٩) الاستشراق بین الحقیقة والتضلیل:ص۵۶۔۵۷۔

۞۞۞